سفرنامہ بغداد .... پس منظر

(یہ فیضانِ نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی)

گل خوشبوئے درحمام روزے رسید از دست محبوبے بدستم
بدو گفتم کہ مشکی یا عبیری، زخوشبوئے تو دل آویز مستم

یا رو گھبر اؤ نہیں اللہ تعالی حضور غوثِ پاک کے صدقے اپنا فضل کرے گا ......ہمارے پاس سب کچھ غوث پاک کا ہے......ہم سب انہی کا صدقہ کھا رہے ہیں ......یہ وہ وظیفۂ روز وشب تھا جو ان کی زبان سے اٹھتے بیٹھتے ادا ہوتا......... وہ صحتمند ہوتے تو غوث پاک کی شان میں رطب اللسان رہتے .... وہ بیمار ہوتے تو غوث پاک کا نام اور بھی کثرت سے لیتے۔.........ان کا دستر خوان غوث پاک کا خوانِ کرم تھا.........جس سے امیر و غریب استاد و شاگرد واقف و ناواقف سبھی یکساں نعمتیں چنتے تھے۔بس ایک ہی قدر مشترک انہیں عزیز تھی غلامیٔ غوثِ اعظم ....نسبت بغوثِ اعظم ....عقیدت زِغوث اعظم ....ان کے مہمان غوثِ اعظم کے مہمان تھے.........ان کے شاگرد غوثِ اعظم کے روحانی شاگرد تھے ....پیرانہ سالی میں، اس جہان میں کوئی ان کا اپنا نہ تھا.........مگر جو غوث سے نسبت رکھتے تھے وہ سب ان کے اپنے تھے ....وہ شاگرد تھے تو ان کے جنہیں غوثِ پاک سے محبت تھی ....وہ استاذ تھے تو ان کے جنہیں غوث اعظم سے عقیدت تھی ....اور وہ خادم تھے تو ان کے جنہیں غوث اعظم سے تعلق خاطر تھا.........ان کی نس نس میں غوث غوث کا نعرہ تھا......اور ان کا جینا و مرنا غوثِ اعظم کے تبلیغی و اصلاحی مشن کے فروغ کے لیے تھا۔.........وہ کون تھے؟ ....دبلا پتلا نحیف جسم.........سرو قامت.........رنگ زرد.........آہ سرد.........چشم تر ....ان کی راتیں تسبیح ومصلے کی معیت میں غوثِ اعظم کا بتایا ہوا سبق دہرانے میں بسر ہوتیں اور دن.........طالبانِ حق کی تعلیم وتربیت اورغوثِ اعظم کے مہمانوں کی خدمت وتواضع میں گزرتے ....وہ.........جن کی گزربسر باوجود تو فیر نعمتہا صرف چندنوالوں پرتھی اور وہ بھی کئی کئی پہر بغیر کھائے گزار دیتے......وہ......جنہیں سرکار دو عالم (ﷺ) سے بلا کا عشق اورغوث الاعظم سے

بے پناہ محبت تھی مگر...... اس لازوال محبت کے باوجود جنہیں...... اولادِ غوثِ پاک سے عہدِ وفا کا پاس وطن مالوف لوٹنے نہیں دیتا تھا............ میں جب ان کی خدمت میں اپنے برادرِ گرامی کی معیت میں حاضر ہوا تو ایسا تھا کہ جیسے سعدی نے کہا............ بگفتا من گلِ ناچیز بودم............ ان کی خدمت میں گزرنے والے دن زندگی کے ایسے یادگار دن ہیں کہ گویا...... مدتے با گل نشستم............ ان سے لئے ہوئے اسباقِ قرآن اپنی جگہ ، ان سے ملنے والی اخلاقی وروحانی تربیت کے بارے میں اتنا عرض کرنا کافی ہے کہ............

جمالِ ہم نشین در من اثر کرد، وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

.... ہمارے والدِ گرامی کے بعد حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اور بغداد شریف کا ذکر بکثرت انہی سے سنا اور دل میں حضرتِ شیخ سے ایک والہانہ عقیدت پیدا ہوگئی ، مرشدِ گرامی کے خانوادہء شیخ سے نسبی وحسبی تعلق نے اور بھی مہمیز لگائی اور زیارتِ شیخ کے بعد خانقاہ شیخ کی حاضری کا اشتیاق مسلسل بڑھتا ہی چلا گیا............ چنانچہ............

ایک روز، شام کو آفس سے واپس آکر اپنے کمرے میں لیٹا اپنے ہم مسکن (Room-mat) جناب عبدالقیوم بٹ صاحب (لاہوری) سے حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی کا ذکر چل نکلا میرے دوست تو اس گفتگو کے بعد سو گئے مگر میں رات گئے تک سوچتا رہا کہ اللہ تعالیٰ نے اتنی نعمتوں سے نوازا ہے تو کیوں نہ اس بار سالانہ چھٹیوں میں اس کے بندۂ خاص کے حضور بغداد شریف حاضری دی جائے ۔ ہمارے بعض واقف کار جو عراق میں رہ کر آئے تھے ان میں سے بعض سے عراق کے سفر کے بارے گفتگو کی تو اکثر نے یہ کہا کہ ان دنوں عراق ایران جنگ کی وجہ سے ویزا ملنا بھی مشکل ہے اور سفر کرنا بھی مناسب نہیں۔ میں نے کہا کہ جنگ کا مجھے قطعاً خوف نہیں، سفر کے اخراجات میرے پاس ہیں اور...... اجازت (ویزا) دلوانا میزبان کا کام ہے............ اگر ان کی بارگاہ میں میرے حاضر خدمت ہونے میں میری کوئی تیرہ بختی حائل نہ ہوئی تو انشاء اللہ ویزا ابھی مل جائے گا............ ان دنوں اپنا عارضی قیام مسقط سلطنت عمان میں تھا چنانچہ میں دس بجے صبح مسقط میں واقع عراقی سفارتخانہ پہنچ گیا اور وہاں نائب قنصل جناب عرّاک نوّاف سے ملا اور اپنا مدعا بیان کیا ۔ انہوں نے میری گفتگو سننے کے بعد کہا ...... کیا آپ سیدی شیخ

عبدالقادر الجیلانی (رحمتہ اللہ علیہ) کی زیارت کو جانا چاہتے ہیں...... میں نے کہا ہاں...... پھر انہوں نے بڑی فراخدلی سے کہا............... **یا اخی : العراق بلدک متی ما شئت ان تزورها اهلا وسهلا...... نحن لا نمنع لشخص مؤمن یرید زیارة العتبات المقدسة**(میرے بھائی عراق آپ کا اپنا ملک ہے جب چاہیں زیارات کے لئے تشریف لے چلیں ، ایک ایسا مؤمن شخص جو زیاراتِ مقدسہ کے لئے جانا چاہتا ہو اسے ہم کیسے منع کر سکتے ہیں......) بے ساختہ یہ الفاظ سن کر میری زبانِ دل پہ یہ شعر جاری ہوگیا۔

غوثِ اعظم میں تیری شانِ عطا کے صدقے
تیرے قربان، ترے در کے گدا کے صدقے

جناب عراک نواف نے ویزا فارم میری طرف بڑھاتے ہوئے کہا آپ جب جانا چاہیں اپنے سفر سے تین روز قبل یہ فارم بھر کر پاسپورٹ اور ٹکٹ کے ساتھ لے آئیں ہم ویزا جاری کر دیں گے۔......اس کے بعد کوئی پندرہ منٹ ان سے عراق کے بارے میں ابتدائی معلومات حاصل کرنے میں لگے اور انہوں نے اسی دوران پر تکلف چائے منگوالی۔پھر تو کوئی آدھ گھنٹے کی نشست ہوگئی وہ اس بات پر حیرت زدہ تھے کہ کوئی عجمی شخص اس روانی سے عربی کیسے بول رہا ہے...... انہوں نے اپنے سفارتخانے کے دوتین عراقی افسروں کو بلا کران کے سامنے بھی ان سے اپنی اس خوشگوار حیرت کا اظہار کیا۔

ویزا کی اجازت اور ضروری معلومات مل چکی تھیں ۔اب چھٹی منظور کرانے کا مسئلہ تھا کیوں کہ ان دنوں میرے لائق احترام اور مہربان دوست جناب محمد شریف صاحب خود چھٹی پر ہیں اور اکتوبر میں واپس آئیں گے۔چنانچہ ان کی آمد پر ہی پروگرام فائنل ہوگا......ان کے آتے ہی ان سے مدعا بیان کیا انہوں نے تائید کی اور میں پاسپورٹ ٹکٹ اور فارم لے کر عراقی سفارتخانے جا پہنچا۔ جناب عراک نواف نے پاسپورٹ جمع کرلیا اور تین روز بعد دوبارہ آنے کو کہا۔میں نے گلف ایئر ویز میں مسقط سے براستہ کویت بغداد کی سیٹ مختص کروالی۔

غالبا چوتھے روز پاسپورٹ واپس مل گیا اور مجھے پندرہ روز کا GRATIS ویزا جاری کیا گیا۔چنانچہ اگلی ہی صبح نو بجے مدینہ قابوس (مسقط) سے سیدھا ایئر پورٹ پہنچا اور ۱۱ بجے گلف ایئر کا طیارہ مجھ سمیت کئی مسافروں کو لے کر مسقط سے کویت کے لیے محو پرواز ہوگیا۔کویت سے بغداد

شریف تک کا سفر دوسرے جہاز سے کرنا طے تھا۔کوئی پچاس منٹ کے بعد ہمارا طیارہ آسمان کی بلندیوں سے زمین کی پستیوں کی طرف ڈھلکنے لگا کھڑکی سے نیچے کی طرف دیکھنے کی کوشش کی تو معلوم ہوا کہ یہ طیارہ کسی ریگستان میں اترنے کی کوشش کر رہا ہے تشویش ہوئی کہ اس جنگل میں کونسی شئے کپتان کو طیارہ اتارنے پر مجبور کر رہی ہے جہاں دور دور تک کوئی آبادی نظر نہیں آ رہی اور پھر اس وقت تشویش مزید بڑھی جب .... جب جہاز کے کپتان نے اعلان کیا کہ خواتین وحضرات اپنے سیٹ بیلٹ باندھ لیجیے۔......... یا اللہ تو مدد کر......... پروردگار تو ہی ہر شے سے بچانے والا ہے اپنا کرم فرما......... طیارہ مزید نیچے آنے لگا......... **فبلغت القوب الحناجر** کی کیفیت......... کلیجہ منہ کو آنے لگا میں نے ہمت کر کے پھر کھڑکی سے سر جوڑ کر باہر جھانکنے کی کوشش کی تو پتہ چلا کہ دو بلند و بالا میناروں اور تین عالیشان بڑے بڑے گنبدوں والی مسجد ہے جس کے گرد ہمارا طیارہ کوئی پانچ منٹ سے چکر لگا رہا ہے۔مجھ سے رہا نہ گیا اور اپنے ساتھ والی نشست پر بیٹھے ہوئے مسافر سے پوچھ ہی لیا کہ یہ کونسی جگہ اور اس مسجد کا کیا نام ہے جس کا طواف ہمارا جہاز مسلسل کئے چلا جا رہا ہے......... وہ صاحب ہماری سادہ لوحی پر زیر لب مسکرائے اور کہا ...... یہ مسجد نہیں ائر پورٹ ہے......... جہاز کے اترنے کا اعلان ہوا اور پھر جہاز اسی مسجد نما عمارت کے سامنے جا کھڑا ہوا۔یہ شارجہ کا خوبصورت ائیر پورٹ تھا۔تین بڑے بڑے گنبد اور دو فلک بوس مینار عربوں کی اسلام دوستی کا منہ بولتا ثبوت .... اسلامی طرز تعمیر کا عظیم شاہکار مگر اس ائیر پورٹ کو دیکھ کر دل میں ایک وسوسہ سا پیدا ہوا کہ کہیں اس طرز تعمیر کے پیچھے کسی انگریز آرکیٹکٹ کی اسلام دشمن سوچ کارفرما تو نہیں جس نے اسلامی عبادت گاہ کے تقدس کی پامالی کے ناپاک جذبے سے مسجدوں کو مسافر خانے اور گذرگاہیں بنا ڈالنے کی کسی مذموم فکر کی غمازی کی ہو۔......... لاحول ولاقوۃ .... انسانی ذہن ایک سیکنڈ میں کہاں سے کہاں جا پہنچتا ہے لیکن یہ وہم یونہی پیدا نہیں ہوا بلکہ عرب ممالک میں کام کرنے والے انگریز پلانرز کے بڑھتے ہوئے عمل دخل اور ان کی پذیرائی کا خود مشاہدہ کرنے کے نتیجے میں ہے۔میری اس سوچ کی تو یہ ایک مثال ہے آپ سن کر حیران ہوں گے کہ مسقط عمان کے شہر صلالہ میں ایک مسجد جس کی تعمیر کا کام ایک انگریز کمپنی کے ذمہ تھا۔جب پایہ تکمیل کو پہنچی تو اس کے ایک مینار پر صلیب کا بہت بڑا اور واضح نشان بھی تھا جس کی نشاندہی ہماری کمپنی کے ایک ملازم اور میرے ساتھی جناب صوفی عبدالقیوم صاحب نے کی اور سلطانِ عمان کو اور وزارتِ مذہبی امور کو خط لکھ

کرآ گاہ کیا۔ چنانچہ سلطان عمان خود اسے دیکھنے آئے اور پھر اسے مٹانے کا حکم دیا............

شارجہ ائر پورٹ پر طیارہ ۴۵ منٹ رکا اور سوا ایک بجے پھر شارجہ سے کویت کے لیے محو پرواز ہوا۔ شارجہ سے کویت تک ایک گھنٹہ بیس منٹ کی پرواز تھی۔ کوئی دو بجکر ۳۵ منٹ پر ہم کویت کے ائر پورٹ پر اترے۔ اب کویت سے شام ساڑھے سات بجے بغداد کے لیے کویت ائر ویز جائے گی بغداد جانے والے مسافروں کو ائیر پورٹ کے ٹرانزٹ لاؤنج میں یوں بھیج دیا گیا جیسے عالم برزخ میں بھیجے گئے ہوں۔ ٹرانزٹ لاؤنج میں مسافروں کے لیے ایک چھوٹا سا چائے کا کیبن اور غیر ملکی سامان سے بھری ہوئی چند چھوٹی چھوٹی دکانیں ہیں جہاں سے سامان کویتی دینار یا غیر ملکی کرنسی میں خریدا جاسکتا ہے۔ ایک اسٹال کے قریب ہی چند چٹائیاں نماز میں دلچسپی رکھنے والے حضرات کے لیے بچھا دی گئی ہیں میں نے اپنا بریف کیس ایک چٹائی کے پاس رکھا اور سپردِ خدا کر کے وضو کے لیے چلا گیا ظہر وعصر کی نماز ادا کی اور بریف کیس سے عراق کے بارے میں معلوماتی پمفلٹ نکال کر پڑھنے لگا چند منٹ بعد ایک کویتی جوڑا آیا اور دونوں میاں بیوی با جماعت نماز ادا کرنے لگے............ دونوں نوجوان..... مگر جوانی کے نشے پر بندگی کا نشہ غالب...... دولت کی فراوانی ان کی خدا دوستی میں حائل نہیں ہوسکی...... یہ تو نماز ادا کر کے چلے گئے مگر میرے دل پر گہرے اثرات چھوڑ گئے اور میں نا دانستہ طور پر دیر تک دعا کرتا رہا۔ الہ العالمین انہیں اسی طرح دین پر ثابت قدم رکھ...... ان کی اولاد کو ان کے دین سے وافر حصہ عطا فرما...... رب العالمین میرے وطن کے نوجوانوں کو بھی دین دوستی کا جذبہ عطا فرما............ سوا پانچ بجے مغرب کی اذان ہوئی اور ساتھ ہی اعلان ہوا کہ بغداد کے مسافر طیارے میں تشریف لے جائیں............ اعلان سنتے ہی اپنی حیثیت پر وجد آ گیا .... سبحان اللہ آج ہم بغداد کے مسافر ہیں............ میں نے وی آئی پی لاؤنج پہ متعین ائیر لائن کے اسٹاف کے پاس بریف کیس رکھ کر وہیں اپنا کمبل بچھایا اور مغرب کی نماز ادا کر لی کچھ اور لوگ بھی طیارے میں جانے سے پہلے فرض پڑھنے لگے۔ نماز کی وجہ سے پرواز کی روانگی میں کچھ تاخیر ہوئی اور ساڑھے چھ بجے شام کویت ائیر ویز کا خوبصورت طیارہ بغداد کے لیے کویت ائیر پورٹ کے رن وے پر دوڑتا ہوا فضاؤں میں بلند ہوگیا............ دوران پرواز جہاز کے عملہ نے شام کا کھانا پیش کیا اور اپنی معروف عرب مہمان نوازی کا رنگ دکھایا ایک گھنٹہ بیس منٹ کی پرواز کے بعد طیارہ بغداد کے ائیر پورٹ پر اترا۔ یہ صدام انٹرنیشنل ائیر پورٹ ہے وسیع وعریض خوبصورت اور صاف ستھری

عمارت چاک وچوبند عملہ۔کسٹم اورامیگریشن سے فراغت کے بعد ایک ٹیکسی پکڑی جس نے چھ دینار میں بغدادشریف کے باب الشرجی (باب الشرقی) پہنچایا۔یہ علاقہ سیاحوں اور خاص طور سے زائرین کے ٹھہرنے کے لیے مشہور ہے۔ٹیکسی سے اتر کر سامنے والی دکان پر پہنچا یہ ایک فروٹ جوس کی دکان تھی۔اس کے مالک سے کسی ہوٹل کا پتہ پوچھا اور الروعہ نامی ہوٹل میں ایک کمرہ اڑھائی دینار یومیہ میں کرایہ پر لے لیا یہ ہوٹل الموستہ العامتہ للکھر باء کے سامنے ہے۔ہوٹل کا مالک عراقی اور عملہ مصری ہے۔رات بسر کی اور صبح ساڑھے چار بجے یہاں سے پیدل پیدل اس بارہ گاہِ بے کس بے پناہ کی طرف قدم اٹھنے لگے جہاں حاضری کے لیے ایک عرصہ سے سینے میں ارمان مچل رہے تھے۔

جنابِ غوثِ اعظم کا روضہ مبارکہ ہوٹل سے پانچ منٹ پیدل کی مسافت پر ہے۔فجر کی نماز مسجد الکیلانی میں جماعت سے ادا کی (۲۹ اکتوبر ۱۹۸۶ء)......اور پھر مزار شریف کا دروازہ کھلنے کی انتظار میں کھڑا تھا کہ کسی نے بتایا کہ دروازہ پونے آٹھ بجے کھلے گا۔یہ اطلاع دینے والے ایک پاکستانی نوجوان تھے جو عرصہ چار سال سے یہاں آستانہ غوثیہ کے جاروب کشوں میں شامل ہیں موصوف کا نام نیاز علی ہے دریافت کرنے پر انہوں نے بتایا کہ وہ این ایل سی کمپنی میں ملازم تھے اور ہر جمعہ دربار پر حاضر ہوتے تھے پھر دربار سے اِن کی محبت بڑھی اور وہ روزانہ ڈیوٹی کے بعد یہاں آنے لگے ان کی یہ محبت دیکھ کر انہیں یہاں کے خدام میں شامل کرلیا گیا اور اب وہ مستقل یہیں رہتے ہیں ۔بڑے ملنسار،خوش اخلاق اور خدمت کے جذبے سے سرشار نوجوان ۔نماز کے بعد میں مسجد سے باہر نکلا اور محلہ باب الشیخ کی ایک گلی کے کونے پر ایک کردستانی کباب فروش کے پاس ناشتہ کیا گھوم پھر کر سات بجے پھر مسجد میں آ گیا۔دروازہ کھلا اور اب میں اس مزار شریف کے سامنے کھڑا تھا جسے سرتاج الاولیاء محبوب سبحانی غوث صمدانی پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی آرام گاہ کہا جاتا ہے۔دل کی عجیب کیفیت تھی اور وہ رقت طاری تھی جو کبھی اپنے پیر و مرشد قبلہ غلام محی الدین بابو جی رحمتہ اللہ علیہ سے بیعت کرتے وقت طاری ہوئی تھی یا پھر مدینہ طیبہ میں بارگاہ نبوی ﷺ میں حاضری کے موقع پر............اس رقت کا لطف اگر دنیا و مافیہا کی تمام چیزیں لٹا کر بھی کوئی حاصل کرنا چاہے تو شاید نہ کر سکے ....صوفیا کے ہاں اسی کو توجہ ءِ شیخ بھی کہا جاتا ہے............واللہ اعلم بالصواب۔توجہ شیخ کے بارے میں میرے والد گرامی فرماتے تھے کہ اس میں ورود ہو تو لطف ہے اور رد ہو تو تکلف......(جاری ہے)

☆ یکرہ الایثار بالقرب ☆ عبادت میں ایثار مکروہ ہے ☆